محمد وسیم اختر مفتی

ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ

حضرت ابوبکر عام الفیل کے اڑھائی برس بعد ۵۷۲ء میں پیدا ہوئے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے اڑھائی سال چھوٹے تھے۔ ان کا تعلق قریش کے قبیلہ بنو تیم بن مرہ سے تھا۔ ابوبکر کا شجرۂ نسب اس طرح ہے: عبداللہ بن عثمان بن عامر بن عمرو بن کعب بن سعد بن تیم بن مرہ۔ مرہ ہی پر ان کا شجرہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے شجرے سے جا ملتا ہے۔ کلاب بن مرہ آپ کے جبکہ تیم بن مرہ ابوبکر کے جد تھے۔ عبداللہ اپنی کنیت ابوبکر اور ان کے والد عثمان اپنے نام کے بجائے اپنی کنیت ابوقحافہ سے مشہور ہیں۔ ابوبکر کی والدہ کا نام سلمیٰ بنت صخر اور کنیت ام خیر تھی۔ بیان کیا جاتا ہے کہ ابوبکر کے کئی بھائی بچپن ہی میں فوت ہو گئے تو ان کی والدہ نے ان کی پیدایش سے پہلے نذر مانی کہ اب اگر لڑکا ہوا تو اس کا نام عبدالکعبہ رکھیں گی۔ ان کے بچپن کا یہ نام قبول اسلام کے بعد بدل کر عبداللہ ہو گیا۔ خون بہا، تاوان اور دیتوں (اشناق) کی رقوم کا تعین کرنا بنو تیم بن مرہ کے سپرد تھا۔ تاوانوں کی رقوم وہی وصول اور جمع کرتے، متعلقہ مقدمات بھی انھی کے سامنے پیش ہوتے اور انھی کا فیصلہ نافذ ہوتا۔ ابوبکر جوان ہوئے تو یہ خدمت ان کو سونپی گئی۔ اگرچہ عمر بھر ابوبکر اپنی کنیت سے موسوم کیے جاتے رہے، لیکن اس کنیت کا یقینی سبب معلوم نہیں ہو سکا۔ انھیں جوان اونٹوں (بکر) کی پرورش اور ان کے علاج معالجے سے دل چسپی تھی یا شاید ان کا سب سے پہلے اسلام لانا (بکر الی الاسلام) اس کنیت کا سبب بنا۔ ان کا ایک نام عتیق بھی ہے، جس کے معنی ہیں: خوب صورت اور سرخ وسفید، شروع سے نیک۔ ایک سبب یہ ہے کہ آں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوبکر کو دیکھ کر فرمایا: ''تم اللہ کی طرف سے دوزخ سے آزاد (عتیق اللہ) ہو۔'' (ترمذی، رقم ۳۶۷۹) ہمیشہ سچ بولنے اور واقعۂ معراج کی فی الفور تصدیق کرنے کی وجہ سے صدیق کا لقب

www.javedahmadghamidi.com
www.ghamidi.net

ملا۔ان کی رافت وشفقت کی وجہ سے ان کو اواہ بھی کہا جاتا۔

ام القریٰ میں پروان چڑھنے والے ابوبکر اپنے لڑکپن اور جوانی میں اپنے ہم سنوں میں پائے جانے والی برائیوں اور آلایشوں سے محفوظ تھے۔ انھوں نے جاہلیت میں بھی کبھی شراب نہ چکھی حالانکہ ان کے اردگرد شراب کے رسیا پائے جاتے تھے۔فکر معاش کی عمر کو پہنچے تو ایک تجارت پیشہ قوم کا فرد ہونے کی بنا پر ان کا میلان تجارت ہی کی طرف ہوا۔ انھوں نے کپڑے کی تجارت شروع کی۔ ایک پر کشش شخصیت اور عمدہ اخلاق کا مالک ہونے کی وجہ سے انھیں غیر معمولی کامیابی حاصل ہوئی۔ جلد ہی ان کا شمار مکہ کے بڑے تاجروں میں ہونے لگا۔ انھوں نے پہلا تجارتی سفر اٹھارہ برس کی عمر میں کیا، آخری بار مدینہ سے شام کے شہر بصرہ کو گئے۔ ان سفروں کی وجہ سے باہر کے تاجر ابوبکر کو خوب پہچانتے تھے۔ ابوبکر بیدار عقل، بلند نظر اور قلب سلیم رکھتے تھے۔ مکہ کے بہت کم لوگ اس معاملے میں ان کے ہم پلہ تھے۔ ڈاکٹر جواد علی کا کہنا ہے کہ ابوبکر لکھنا پڑھنا جانتے تھے۔ ماہر علم الانساب تھے، مکہ کے تمام قبیلوں کے نسب ان کو ازبر یاد تھے۔ ہر قبیلے کے عیوب ونقائص اور محامد وفضائل سے بخوبی واقف تھے۔

www.javedahmadghamidi.com
www.al-mawrid.net

ان کی پہلی شادی بنو عامر کی قتیلہ بنت عبدالعزیٰ سے ہوئی۔ اگرچہ ایک بار وہ اپنے شوہر کے ساتھ مدینے بھی گئیں، لیکن مسلمان نہ ہوئیں۔ ابوبکر سے علیحدگی اختیار کرکے دوسری شادی کر لی اور مکہ میں مقیم رہیں۔ ابوبکر کی دوسری شادی بنو کنانہ کی ام رومان بنت عمر سے ہوئی جو پہلے طفیل بن سخبرہ کی زوجیت میں رہ چکی تھیں۔ صرف انھوں نے ہجرت میں ابوبکر کا ساتھ دیا۔ تیسری شادی بنو کلب کی ام بکر سے ہوئی، جو مسلمان ہوئیں نہ ہجرت کی۔ ابوبکر نے ان کو طلاق دے دی تھی۔ بنو خثعم کی اسما بنت عمیس سے ابوبکر کی چوتھی شادی ہوئی جو ان کی وفات کے بعد حضرت علی کی زوجیت میں آئیں۔ بنو خزرج کی حبیبہ بنت خارجہ سے ان کی پانچویں شادی ہوئی۔

ابوبکر رضی اللہ عنہ کی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے دوستی بعثت سے پہلے کی ہے۔ وہ اس محلے میں رہتے تھے، جہاں خدیجہ بنت خویلد اور دوسرے بڑے تاجر سکونت رکھتے تھے۔ جب آپ سیدہ خدیجہ سے شادی کے بعد انھی کے گھر منتقل ہو گئے تو ابوبکر کا آپ سے ربط ہوا۔ میل جول بڑھا اور اخلاق وعادات کی مماثلت نے دونوں میں گہری دوستی پیدا کر دی۔ کچھ مورخین کا یہ خیال درست نہیں کہ آپ دونوں کے تعلقات اسلام کی آمد کے بعد استوار ہوئے، پہلے محض ہم سائیگی اور یکسانی خیالات ہی تھی۔ ابوبکر پہلے مرد تھے جو ایمان لائے اور جنھوں نے نماز ادا کی۔ خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ’’میں نے جس کسی کو اسلام کی دعوت دی، اس نے کچھ نہ کچھ ہچکچاہٹ اور پس وپیش ضرور دکھائی سوائے ابوبکر بن ابوقحافہ کے۔ جب میں نے ان کو اسلام کی طرف بلایا، انھوں نے تامل کیے بغیر میری آواز پر لبیک کہا۔‘‘ (ابن

ہشام) اسلام قبول کرنے کے بعد انھوں نے اس کی ترویج میں نمایاں حصہ لیا، لوگوں کو انفرادی طور پر اور علانیہ اسلام کی طرف بلایا۔ عثمان بن عفان، عبدالرحمان بن عوف، طلحہ بن عبیداللہ، سعد بن ابی وقاص، زبیر بن عوام اور ابوعبیدہ بن جراح ابوبکر کی کوششوں ہی سے مسلمان ہوئے۔ ابوبکر نے نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتی نصرت وحمایت بھی کی۔ ایک بار بیت اللہ میں قریش آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر جھپٹ پڑے اور کہا: تم نے ہمیں برے انجام کی دھمکی دی ہے اور ہمارے معبودوں کے متعلق بری باتیں کی ہیں؟ آپ نے فرمایا: ہاں۔ ان میں سے ایک نے آپ کی چادر کے دونوں پلو پکڑ کر کھینچ لیے (اور گلا گھونٹنے لگا)۔ ابوبکر آپ کا دفاع کرنے کھڑے ہو گئے۔ روتے جاتے اور فرماتے: کیا تم ایک شخص کو محض اس لیے قتل کرنا چاہتے ہو کہ وہ کہتا ہے کہ میرا رب اللہ ہے؟ تب انھوں نے آپ کو چھوڑا۔ ابوبکر معروف مال دار تاجر تھے، نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کے وقت ان کے پاس چالیس ہزار درہم تھے۔ اسی میں سے غلام خرید کر آزاد کرتے اور مسلمانوں کو قوت پہنچاتے۔ ایک روز دیکھا کہ نو مسلم بلال کو ان کے آقا نے کڑی دوپہر میں تپتی ریت پر لٹایا اور سینے پر بھاری پتھر رکھ کر کہا کہ اسلام چھوڑنے کا اعلان کرو ورنہ ایسے ہی مار ڈالوں گا۔ ابوبکر نے انھیں فوراً مہنگے داموں خرید کر آزاد کر دیا۔ ایک اور اذیتیں پانے والے مسلمان غلام عامر بن فہیرہ کو خرید کر نہ صرف آزاد کیا، بلکہ اپنی بکریاں چرانے کی ملازمت بھی دے دی۔ ہجرت کے بعد پانچ ہزار درہم لے کر مدینہ پہنچے تو وہاں بھی یہ پیسے اسی مصرف میں لاتے رہے۔

واقعۂ معراج کے موقع پر ابوبکر نے حیرت انگیز قوت ایمانی کا مظاہرہ کیا۔ آں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ والوں سے فرمایا کہ رات انھوں نے بیت المقدس کا سفر کیا، مسجد اقصیٰ میں نماز پڑھی اور پھر سیر آسمان کو گئے۔ مشرکین مکہ نے آپ کا مذاق اڑایا، مکہ سے شام تک ایک ماہ کی مسافت ہے۔ کیسے ہو سکتا ہے کہ محمد ایک رات میں دو ماہ کا سفر طے کر کے لوٹ آئیں؟ کچھ مسلمان بھی متردد ہوئے، لیکن ابوبکر نے ان کو گم راہ ہونے سے بچا لیا۔ انھوں نے کہا کہ جو اللہ لمحوں میں آسمان سے وحی اتار دیتا ہے، اس کے لیے کیا دشوار ہے کہ رات بھر میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو اتنی مسافت طے کرا دے؟ حق کی بلاتاخیر تصدیق کرنے پر پیغمبر علیہ السلام نے ابوبکر کو صدیق کا لقب عطا فرمایا۔

جب قریش نے بنو ہاشم کا بائیکاٹ کر کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کے کنبے کو شعب ابی طالب میں محصور ہونے پر مجبور کر دیا تو آپ نے اپنے صحابہ کو حبشہ کی طرف ہجرت کرنے کی اجازت دے دی۔ چنانچہ ایک سو کے قریب صحابہ نے حبشہ کی راہ لی جن میں عثمان بن عفان، جعفر بن ابوطالب اور زبیر بن عوام شامل تھے۔ ابوبکر نے ایک عرصہ سختیاں جھیلیں، جب ان کے لیے عبادت بھی دشوار ہو گئی تو انھوں نے براہ یمن حبشہ جانے کا قصد کیا۔ برک غماد پہنچے تھے کہ

www.javedahmadghamidi.com
www.ghamidi.net

قارہ کے سردار ابن دغنہ سے ملاقات ہوئی۔ اس نے پوچھا: ''کہاں کا ارادہ ہے؟'' فرمایا: ''چاہتا ہوں، کہیں الگ جا کر عبادت کروں۔'' ابن دغنہ نے کہا: ''تم جیسا شخص نکل سکتا ہے نہ نکالا جا سکتا ہے۔'' وہ ان کو واپس لے آیا اور قریش کو اپنی ضمانت دے کر لوٹا۔ ابوبکر جب تک مکہ میں مقیم رہے، حمزہ اور عمر کے ساتھ مل کر قریش کو ایذا رسانی سے روکنے کی کوشش کرتے رہے۔ ظن غالب ہے کہ انھوں نے بنو ہاشم کا مقاطعہ ختم کرانے کی دوڑ دھوپ کی جس کا نتیجہ قدرے دیر بعد ہوا اور کفار ہی کے کچھ انصاف پسندوں نے یہ بائیکاٹ ختم کرایا۔

بیعت عقبہ کے بعد یثرب میں اسلام پھیلنا شروع ہوا تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے صحابہ کو اس شہر کی طرف ہجرت کرنے کا اذن عطا فرمایا۔ اس موقع پر ابوبکر نے بھی ہجرت کی اجازت مانگی۔ آپ نے فرمایا: ''ابھی ایسا نہ کرو، شاید اللہ ہجرت کے لیے تمھارا کوئی ساتھی پیدا کر دے۔'' یہ آپ کا اپنی طرف اشارہ تھا۔ اسی روز انھوں نے دو اونٹنیوں کا انتظام کر لیا اور اپنے پیارے نبی کی معیت میں مکہ سے کوچ کا انتظار کرنے لگے۔ آخر ایک شام آپ حسب معمول ابوبکر کے گھر آئے اور فرمایا: ''مجھے مکہ سے ہجرت کرنے کا حکم ہوا ہے۔'' ابوبکر نے بے تابی سے کہا: ''یا رسول اللہ! ساتھی کی ضرورت ہو تو آپ کا ساتھ موجود ہے۔'' اسی رات قریش کے نوجوانوں نے آپ کے گھر کا محاصرہ کر لیا۔ آپ نے حضرت علی کو اپنے بستر پر لٹایا اور قریش کے لوگوں کو غفلت میں پا کر اپنے گھر سے نکلے اور ابوبکر کے گھر پہنچے۔ وہ جاگ رہے تھے، فوراً دونوں گھر کی عقبی کھڑکی سے نکلے اور جنوب کی سمت تین میل سے زیادہ کی مسافت طے کر کے غار ثور پہنچے۔ یار غار نے پہلے غار کو اچھی طرح سے دیکھا، کہیں کوئی سانپ، بچھو یا موذی جانور نہ ہو تب اپنے صاحب کو اندر آنے دیا۔ صبح ہوتے ہی قریش نے آپ دونوں کی تلاش میں آدمی دوڑائے۔ ابوبکر گھبرائے تو آپ نے فرمایا، 'لا تحزن ان اللّٰه معنا'' ''مت غم کرو، بے شک اللہ ہمارے ساتھ ہے۔'' (توبہ ۹:۴۰) ڈھونڈنے والے نے غار کے دہانے پر مکڑی کا جالا بنا دیکھا تو واپس پلٹ گیا۔ غار کے اندر ابوبکر نے آپ سے فرمایا: ''اگر ان میں سے کوئی آپ کے قدموں کو دیکھتا تو وہ ہمارا پتا پا لیتا۔'' آپ نے جواب میں فرمایا: ''اے ابوبکر، ان دو کے بارے میں تمھارا کیا خیال ہے جن کا تیسرا ساتھی اللہ ہے؟'' (بخاری، رقم ۳۶۵۳) ابوبکر کے صاحب زادے عبداللہ رات کو آ کر مکہ کی خبریں سناتے پھر دن واپس جا کر مکہ والوں کے بیچ گزارتے۔ ابوبکر کا آزاد کردہ غلام عامر بن فہیرہ صبح ان کی بکریاں چراتے ہوئے جبل ثور لے جاتا تو دونوں ان بکریوں کا دودھ پی لیتے۔ اسما بنت ابوبکر دونوں کا کھانا تیار کرتیں، انھوں نے توشہ دان میں کھانا ڈال کر اپنے بھائی عبداللہ کو دیا، باندھنے کو کچھ نہ ملا تو اپنا کمر بند (نطاق) پھاڑ کر اس سے باندھ دیا، اسی وجہ سے ان کا لقب ذات النطاقین (دو کمر بندوں والی) پڑ گیا۔ تین دن گزرے،

www.javedahmadghamidi.com

مشرکین کا جوش کچھ ٹھنڈا پڑا تو انھوں نے یثرب کا ارادہ کیا۔ ابوبکر کے گھر سے دو اونٹنیاں آ گئیں، ایک اور اونٹ خریدا گیا، ان میں سے ایک پر نبی صلی اللہ علیہ وسلم تشریف فرما ہوئے، دوسرے پر ابوبکر سوار ہوئے اور تیسرے پر عامر بن فہیرہ بیٹھے۔ عبداللہ بن اریقط ان کا گائیڈ بنا، کافر ہونے کے باوجود آپ نے اس پر اعتماد کیا۔ طلحہ بن عبیداللہ نے ابوبکر کو شام سے سفید کپڑے بھیجے، نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور ابوبکر یہی کپڑے پہن کر مدینہ پہنچے۔

انیس کہتے ہیں کہ ابوبکر مدینہ میں حبیب بن یساف کے مہمان ہوئے، جبکہ ایوب بن خالد کا کہنا ہے کہ وہ خارجہ بن زید کے ہاں ٹھہرے۔ یہ وہی خارجہ ہیں جنھیں ہجرت کے بعد مدینہ میں مواخات قائم فرماتے ہوئے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوبکر کا اسلامی بھائی قرار دیا۔ ان کی زمینوں پر ابوبکر نے کاشت کاری کی، بعد میں انھی کی بیٹی حبیبہ سے ابوبکر کا نکاح ہوا۔ ہجرت کے چند روز بعد ابوبکر کو بخار ہو گیا، یہ مدینہ کی مرطوب آب و ہوا کا اثر تھا۔ محمد بن جعفر کی روایت ہے: ''ابوبکر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات تک سنح میں مقیم رہے'' جو مدینے میں خارجہ کے قبیلے بنو حارث بن خزرج کا محلّہ تھا۔ یہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر سے ایک میل کے فاصلے پر تھا۔ مشہور تابعی فقیہ عبیداللہ بن عبداللہ فرماتے ہیں: ''جب آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینے میں گھروں کے لیے زمین تقسیم فرمائی تو ابوبکر کے گھر کے لیے مسجد نبوی کے پاس جگہ متعین فرمائی، مسجد کے مغرب میں واقع ان کے گھر سے چھوٹا سا دریچہ مسجد میں کھلتا تھا۔ اور صحابہ کے گھروں کے بھی ایسے دریچے مسجد میں آنے جانے کے لیے استعمال ہوتے تھے۔ آپ نے اللہ کے حکم سے سارے راستے بند کرائے اور فرمایا: ''اس مسجد میں کوئی دریچہ نہ کھلا رہنے پائے سوائے دریچۂ ابوبکر کے۔'' (بخاری، رقم ۳۹۰۴) رہا حضرت علی رضی اللہ عنہ کا گھر تو اس کا بڑا دروازہ ہی مسجد کے اندر تھا، اسے بند کرنا ممکن نہ تھا۔ حضرت ابوبکر کے مسجد نبوی کے پڑوس والے گھر میں ان کی دوسری بیوی ام رومان، بیٹی عائشہ اور ان کے تمام بیٹے مقیم تھے۔ بعد میں کسی ضرورت کے لیے انھوں نے یہ گھر ام المومنین حفصہ رضی اللہ عنہا کو چار ہزار درہم میں بیچ دیا۔ حضرت عثمان کے دور خلافت میں اسے سیدہ حفصہ سے خرید کر مسجد کی توسیع میں شامل کر لیا گیا۔ اب بھی مسجد نبوی کے مغربی کونے میں ترکوں کے عہد کی تحریر 'ھذہ خوخة ابی بکر' (یہ ابوبکر کے گھر کا دریچہ ہے) لکھی نظر آتی ہے۔

سیدنا ابوبکر آں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد سب سے زیادہ دینی حمیت رکھتے تھے۔ وہ بدر، احد، خندق اور تمام غزوں میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ شریک رہے۔ جنگ بدر میں مسلمانوں کو شان دار فتح حاصل ہوئی اور مشرکوں کے ستر قیدی ان کے ہاتھ لگے۔ انھوں نے ابوبکر کو بلایا اور رشتہ داری کا واسطہ دے کر جان بخشی کرانے کی درخواست کی۔ ابوبکر نے وعدہ کر لیا۔ سیدنا عمر کی رائے تھی، ان قیدیوں کو قتل کر دیا جائے، لیکن ابوبکر نے اصرار کر کے ان کو

www.javedahmadghamidi.com
www.ghamidi.net

زرفدیہ کے عوض رہا کرالیا۔ جنگ بدر میں ابوبکر و علی کے بارے میں کہا گیا کہ ایک کا ساتھ جبرئیل نے اور دوسرے کا میکائیل نے دیا۔ جنگ احد میں مسلمانوں کو ابتدائی طور پر فتح ملی، لیکن جب انھوں نے رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی ہدایات کو فراموش کر کے اپنی متعین جنگی پوزیشنیں چھوڑ دیں تو کفار کو غلبہ پانے کا موقع مل گیا، چنانچہ جہاں ستر صحابہ شہید ہوئے وہاں سنگ باری سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرۂ مبارک پر بھی زخم آئے اور آپ کے دو دانت شہید ہو گئے۔ اس دوران میں ابوبکر ان بارہ ثابت قدم صحابیوں میں شامل تھے جنھوں نے آپ کا دفاع کیا۔ ۶ ھ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمانوں کو عمرہ کی ادائیگی کے لیے مکہ چلنے کا حکم ارشاد کیا۔ قریش نے یہ خبر سن کر تہیہ کیا کہ آپ کو مکہ میں داخل نہ ہونے دیں گے۔ آپ حدیبیہ کے مقام پر فروکش ہوئے اور مکہ والوں پر واضح کیا کہ ہمارا مقصد صرف عمرہ ادا کرنا ہے۔ تب مذاکرات کے بعد وہ مشہور معاہدہ طے پایا جسے صلح حدیبیہ کے نام سے جانا جاتا ہے۔ اس معاہدے کی کچھ شرائط مسلمانوں کو ناگوار گزریں خاص طور پر حضرت عمر کا ردعمل بہت سخت تھا۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ اس موقع پر بھی مطمئن اور پرسکون تھے، انھیں پختہ یقین تھا کہ آپ کا کوئی عمل بھی حکمت سے خالی نہیں اور یہ معاہدہ لازماً مسلمانوں کے حق میں بہتر ثابت ہوگا۔ چنانچہ سورۂ فتح نازل ہونے کے بعد یہ بات واضح ہوگئی۔ صلح حدیبیہ کے بعد مسلمانوں نے ذی قعدے ھ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی معیت میں عمرہ ادا کیا۔ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے غزوۂ تبوک میں ابوبکر کو مرکزی سیاہ پرچم عنایت کیا اور کھانے کو خیبر کی کھجوروں کے سوٹو کرے عنایت فرمائے۔ آپ نے انھیں نجد کے سریہ میں امیر بنا کر بھیجا۔ ۹ ھ میں حج فرض ہوا تو آپ نے دین اسلام کا پہلا حج ادا کرنے کے لیے ابوبکر کو امیر الحج مقرر فرمایا۔ وہ تین سو مسلمانوں کو لے کر مکہ پہنچے اور آں حضرت کی ہدایت کے مطابق خطبۂ حج میں اللہ کا اظہار برأت سنایا: 'انما المشرکون نجس فلا یقربوا المسجد الحرام بعد عامهم هذا'' بلاشبہ مشرک تو ناپاک (عقیدہ والے) ہیں، لہٰذا اس سال کے بعد مسجد حرام کے پاس نہ پھٹکیں۔'' (توبہ ۹: ۲۸) اگلے برس ۱۰ھ میں آپ خود حج کرنے مکہ تشریف لے گئے، یہ حجۃ الوداع تھا کیونکہ اس کے بعد آپ کی وفات ہوگئی۔

ایک بار حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ سے دریافت فرمایا: ''تو نے ابوبکر کے بارے میں بھی کوئی شعر کہا ہے؟'' انھوں نے کہا: ''ہاں۔'' آپ نے ارشاد فرمایا: ''کہو، میں سن رہا ہوں۔'' انھوں نے یہ دو شعر پڑھے:

وثانی اثنین فی الغار المنیف وقد

طاف العدو به اذ صعد الجبلا

www.javedahmadghamidi.com
www.ghamidi.net

”بلند غار (ثور) میں دو افراد میں سے دوسرا، دشمن اس کے گرد چکر لگا چکا تھا جب وہ اس پہاڑ پر چڑھا۔“

وکان حب رسول اللّٰہ قد علموا

من البریة لم یعدل بہ رجلا

”وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا پیارا دوست ہے، سب نے جان لیا ہے۔ دنیا میں کوئی آدمی اس کے برابر نہیں ہے۔“

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کھل کر مسکرائے حتیٰ کہ آپ کی ڈاڑھیں نمایاں ہوگئیں۔ پھر فرمایا: ”تو نے سچ کہا حسان، ابوبکر ایسے ہی ہیں جس طرح تو نے کہا۔“ یہ واقعہ ہے کہ آپ کو عورتوں میں عائشہ اور مردوں میں ابوبکر سب سے زیادہ محبوب تھے۔ عمرو بن عاص کی روایت ہے کہ میں نے (غزوۂ ذات سلاسل کے موقع پر) آں حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا: ”آپ کو کون سا انسان سب سے بڑھ کر محبوب ہے؟“ آپ نے فرمایا: ”عائشہ۔“ میں نے پوچھا: ”مردوں میں سے کون؟ آپ نے ارشاد فرمایا: ”ان کے والد (ابوبکر)۔“ میں نے پوچھا: ”ان کے بعد؟“ جواب فرمایا: ”عمر۔“ (مسلم، رقم ۶۱۷۷) آپ کا ارشاد ہے: ”سنو، میں ہر دوست کی دوستی سے بے نیاز ہوں، اگر میں نے دوست بنانا ہوتا تو لازماً ابوبکر کو دوست بناتا۔ تمھارا ساتھی رسول تو اللہ کا دوست ہے۔“ (مسلم، رقم ۶۱۷۶) ”ابوبکر میرے بھائی اور میرے ساتھی ہیں۔“ (بخاری، رقم ۳۶۵۶) فرمان نبوی ہے: ”میری امت میں امت پر سب سے بڑھ کر رحم کھانے والے ابوبکر ہیں۔“ (مسند احمد، مسند انس بن مالک) ایک عورت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئی اور آپ سے کسی شے کے بارے میں گفتگو کی۔ آپ نے اسے حکم فرمایا: ”میرے پاس پھر آنا۔“ اس نے کہا: ”یا رسول اللہ، آپ کا کیا ارشاد ہے، اگر میں دوبارہ آئی اور آپ کو نہ پایا؟“ یہ آپ کی وفات کا کنایہ تھا۔ آپ نے فرمایا: ”اگر تو نے مجھے نہ پایا تو ابوبکر کے پاس چلی جانا۔“ (بخاری، رقم ۷۲۲۰)

حجۃ الوداع سے فارغ ہونے کے بعد کچھ عرصہ گزرا کہ نبی علیہ الصلاۃ والسلام نے شام پر فوج کشی کے لیے ایک لشکر کی تیاری کا حکم فرمایا۔ آپ نے اسامہ بن زید کو سپہ سالار بنایا اور ابوبکر و عمر جیسے بڑے بڑے صحابہ کو لشکر کے ساتھ جانے کے لیے ارشاد فرمایا۔ ابھی یہ لشکر مدینہ سے کچھ دور جرف کے مقام تک پہنچا تھا کہ آپ کی علالت کی خبر آ گئی، چنانچہ وہیں پڑاؤ ڈال دیا گیا اور ابوبکر و عمر مدینہ لوٹ آئے۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تکلیف زیادہ ہوگئی تو بلال آپ کو نماز کی اطلاع دینے آئے۔ آپ نے فرمایا: ”ابوبکر کو کہو کہ لوگوں کو نماز پڑھائیں۔“ حضرت عائشہ نے کہا: ”یا رسول اللہ، ابوبکر رقت رکھتے ہیں۔ جب آپ کی جگہ (نماز پڑھانے) کھڑے ہوں گے، لوگوں کو (تلاوت) سنا

نہ پائیں گے۔ آپ عمر سے کیوں نہیں کہتے؟'' پھر عائشہ نے حضرت حفصہ سے کہا: یہی بات تم آپ کے گوش گزار کرو۔ حفصہ سے یہ مشورہ دوبارہ سننے پر آپ نے فرمایا: ''تم تو بالکل یوسف کی ساتھی عورتیں ہو (اپنے دل کی بات چھپا کر رکھتی ہو۔ جس طرح زلیخا نے عورتوں کی ضیافت بظاہر ان کی عزت افزائی کے لیے کی، مقصد انھیں حسن یوسف سے مرعوب کر کے اپنی محبت کی صفائی پیش کرنا تھا ایسے ہی عائشہ نے ابوبکر کی نرم دلی کا ذکر کر کے امامت عمر کو سونپنے کی تجویز دی، مقصد ان کو بار خلافت سے بچانا تھا)۔ ابوبکر کو کہو، لوگوں کو نماز پڑھائیں۔'' جب ابوبکر نے نماز پڑھانی شروع کی، آپ نے اپنی بیماری میں کچھ تخفیف محسوس کی، آپ دو آدمیوں کا سہارا لے کر چلے، پاؤں مبارک زمین پر گھسٹ رہے تھے۔ مسجد میں داخل ہوئے، ابوبکر نے آپ کی آہٹ سنی تو پیچھے ہٹنے لگے۔ آپ نے اشارہ فرمایا: ''تم اسی طرح کھڑے رہو۔'' اور خود ابوبکر کے بائیں طرف بیٹھ گئے۔ آپ بیٹھ کر نماز پڑھانے لگے، ابوبکر کھڑے ہوئے آپ کی اقتدا کر رہے تھے اور لوگ ابوبکر کی نماز کی پیروی کر رہے تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تیرہ روز بیمار رہے، جب مرض میں کمی محسوس کرتے، خود امامت فرماتے اور جب شدت ہوتی تو ابوبکر جماعت کراتے۔ ایک بار ابوبکر مدینہ میں نہ تھے، بلال نے عمر کو آگے کر دیا۔ آپ نے حجرۂ مبارک سے حکم بھیجا: ''اللہ اور مسلمان یہ پسند کرتے ہیں کہ ابوبکر نماز پڑھائیں۔'' ابوبکر نے آپ کی زندگی میں سترہ نمازیں پڑھائیں۔ آپ نے مرض الموت میں عائشہ سے فرمایا: ''اپنے باپ اور بھائی کو میرے پاس بلاؤ تاکہ میں ابوبکر کے بارے میں ایک تحریر لکھا لوں۔ مجھے اندیشہ ہے، کوئی معترض اعتراض کرے اور (خلافت کی) تمنا کرنے لگے۔ اللہ اور اہل ایمان ابوبکر ہی کو چاہتے ہیں۔'' عائشہ سے پوچھا گیا: ''اے ام المومنین، اگر جانشین مقرر کرنا ہوتا تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کس کا تقرر فرماتے؟'' ان کا جواب تھا: ''ابوبکر۔'' پھر سوال ہوا کہ ''ابوبکر کے بعد؟'' جواب آیا، ''عمر۔'' پھر دریافت کیا گیا: ''عمر کے بعد؟'' عائشہ نے فرمایا کہ ''ابوعبیدہ بن جراح۔''

آں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا انتقال پیر کے دن دوپہر کے وقت ہوا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ ابوعبیدہ بن جراح کے پاس آئے اور کہا: ''اپنا ہاتھ پھیلائیں، میں آپ کی بیعت کرتا ہوں، اس لیے کہ آپ رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان کے مطابق اس امت کے امین ہیں۔ ابوعبیدہ نے کہا: ''جب سے تم مسلمان ہوئے ہو، تم میں ایسی غفلت میں نے نہیں دیکھی۔ کیا تم میری بیعت کرو گے جبکہ تمھارے بیچ ثانی اثنین صدیق موجود ہیں۔'' اور صحابہ بھی بیعت کے لیے ابوعبیدہ کے پاس پہنچے تو انھوں نے یہی جواب دیا۔ آپ کے انتقال کے بعد انصار سعد بن عبادہ کے پاس اکٹھے ہوئے۔ ابوبکر، عمر اور ابوعبیدہ بن جراح بھی وہاں پہنچے۔ حباب بن منذر انصاری نے جو بدر میں حصہ لے چکے تھے،

www.javedahmadghamidi.com
www.ghamidi.net

تجویز پیش کی: ''ایک امیر ہم میں سے ہو، ایک تم میں سے۔ قریش کے ساتھیو، بخدا ہم تمھیں خلافت کے لیے نااہل نہیں سمجھتے، لیکن ہمیں اندیشہ ہے کہ وہ لوگ اقتدار کے مالک بن بیٹھیں گے جن کے بھائیوں اور باپوں کو ہم نے قتل کیا ہوگا۔'' عمر کی حباب کے ساتھ تکرار ہو گئی تو ابوبکر نے گفتگو شروع کی: ''حکمران ہم ہوں گے، تم مددگار رہو گے۔ یوں خلافت ہمارے درمیان آدھی آدھی بٹ جائے گی۔'' انصار میں سب سے پہلے بشیر بن سعد نے بیعت کی۔ عمران کے پاس گئے اور کہا: ''اے گروہ انصار، تم نہیں جانتے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوبکر کو لوگوں کو نماز پڑھانے کا حکم دیا؟'' انھوں نے کہا: ''ہاں، بالکل۔'' پھر عمر نے کہا: ''تم میں سے کسے اچھا لگتا ہے کہ ابوبکر سے آگے بڑھے؟'' ان کا جواب تھا: ''اللہ کی پناہ کہ ہم ابوبکر سے آگے ہوں۔'' پھر صحابہ حضرت ابوبکر کی بیعت میں مشغول ہو گئے جو پیر کا باقی دن اور منگل کی صبح سقیفۂ بنی ساعدہ اور مسجد نبوی میں جاری رہی۔ جب ابوبکر کی خلافت کا فیصلہ ہو گیا تو بیعت میں پس و پیش کرنے والوں کو ابوبکر نے خود آمادہ کیا۔ منگل کے دن آپ کو غسل دیا گیا اور بدھ کی رات تدفین عمل میں آئی۔

مطالعۂ مزید: الطبقات الکبریٰ (ابن سعد)، السیرۃ النبویہ (ابن ہشام)، فتح الباری (ابن حجر)، البدایہ والنہایہ (ابن کثیر)، رحمۃ للعالمین (قاضی سلیمان منصور پوری)، اردو دائرۂ معارف اسلامیہ (پنجاب یونیورسٹی)، الصدیق ابوبکر (محمد حسین ہیکل)، المفصل فی تاریخ العرب قبل الاسلام (جواد علی)

[باقی]

www.javedahmadghamidi.com
www.ghamidi.net